انسانی دودھ کے بینک: تعارفی وفقہی جائزہ

An Introductory and Jurisprudential Analysis of Human Milk Bank

ابوالحسان شاد محمد*

ABSTRACT:

Human Milk banks have been established in many parts of the world. The main purpose of these banks is to save the babies' lives and to ensure that the newborn babies' rights to breast milk are fulfilled. Especially for the infants whose Mothers could not feed them due to illness, lack of milk or lack of time.

The problem is that milk bank practices in the Western countries contradict with the Islamic law whereby it may result in the possibility of overlapping of the progeny (*nasab*) and selling the organ of human, etc. The Muslim countries have been not participating in these milk sharing activities because of these religious issues. However, due to a critical need of breast milk in hospitals, this article addresses these issues and the different opinions of Islamic scholars and suggests ways to formulate a proper model of milk bank that is compatible with the Islamic law and to avoid further problems of *nasab*.

This study has two main objectives: firstly, to introduce Milk Bank, causes of its' existence, method of collection and storage the milk, the benefits of breastfeeding and the unpleasant effects of Milk Banks. Secondly, to review some authoritative legal scholars' opinions on the issue of milk bank and to recommend a proposal on how to develop a milk bank in accordance with the Islamic law. The study is expected to be able to recognize the issues of Milk Bank, to make the people become aware of its side effects and religious problem.

* Scholar, Dar-ul-Ifta, Jamia Dar-ul-Uloom, Karachi

Keywords: Human Milk Bank, Breastfeeding, Islamic law.

تعارف:

پیدائش کے فورا بعد بچے کی زندگی کی نگہداشت اور افزائش دودھ کے علاوہ کسی اور غذا سے ناممکن ہے،اسی لیے فطری اور قدرتی طور پر ایسے وقت میں ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا ہو جاتا ہے۔ہم صدیوں سے سنتے آئے ہیں،بلکہ تجربہ اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ بچوں کی غذائیت اور بہتر صحت و نشو نما کے لیے ماں کا دودھ صرف بہتر ہی نہیں،ضروری ہے۔لیکن بسا اوقات عورت میں کسی بیماری کی وجہ سے،یا غذائی کمی اور کمزوری کی وجہ سے دودھ کی کمی ہو جاتی ہے اور وہ اپنے بچے کو دودھ پلانے پر قادر نہیں رہتی،بلکہ آج کے زمانے میں جب مرد و عورت کی مساوات کے نعرے بلند ہو گئے اور عورت بھی مرد کی طرح میدانِ عمل اور روزگار میں مصروف ہو گئی تو ایک نیا عذر بھی وجود میں آ گیا کہ ایسی عورتوں کو اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلائے۔این ڈی ٹی وی کے مطابق عالمی ادارہ صحت(WHO) اور یونیسف کے اندازے کے مطابق دنیا بھر میں برسرِ روزگار خواتین میں سے صرف بیس فیصد خواتین ہی اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے قابل ہیں[1]۔

ماں کے دودھ سے محروم ایسے بچوں کے لیے زمانہ قدیم میں یہ صورت رائج تھی کہ اُسے دودھ پلانے کے لیے کسی دوسری عورت کے سپرد کر دیا جاتا تھا،لیکن ماضی قریب میں ایسے بچوں کے لیے ماں کے دودھ کا متبادل مصنوعی دودھ تیار ہونے لگا،جس کی ابتداء سن 1943 میں برطانیہ میں ہوئی تھی اور اس کے بعد پوری دنیا میں مصنوعی دودھ تیار اور استعمال ہونے لگا[2]۔

مصنوعی دودھ نے جتنی تیزی سے ترقی کر لی،اتنی ہی جلدی اس کے نقصانات کا لوگوں نے مشاہدہ کیا،دوسری طرف انسانی دودھ کی اہمیت اور بچے کے لیے غیر مضر اور مفید ہونا بھی ثابت تھا۔جہاں کچھ عورتیں مختلف اسباب کی بناء پر اپنے بچوں کو دودھ پلانے پر قادر نہ تھیں،وہاں کئی عورتیں ایسی تھیں جن کا دودھ ان کے بچوں کی ضرورت سے زیادہ تھا۔یہیں سے لوگوں میں یہ سوچ

پیدا ہوگئی کہ کیوں نہ جن عورتوں کا دودھ ضرورت سے زیادہ ہے، ان سے دودھ لیکر جمع کیا جائے اور ان بچوں کو فراہم کیا جائے جو اپنی ماں کے دودھ سے محروم ہیں۔ اس طرح انسانی دودھ کے باقاعدہ ادارے قائم ہوگئے، جنہیں عربی میں ''بنوك الحليب'' اور انگریزی میں ''Human Milk Bank'' کہاں جاتا ہے۔

ملک بینک کی ابتداء کے بارے میں کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ پہلی جنگ عظیم کے تقریبا پچاس سال بعد وجود میں آگئے تھے، جبکہ اکثر مؤلفین کی رائے یہ ہے کہ یہ بیسویں صدی کے ساتوی دہائی یعنی 1960ء سے 1970ء کے درمیان وجود میں آئے ہیں[3]۔

مغربی ممالک میں ملک بینک بڑی تیزی سے ترقی کی راہ پر گامزن اور ارتقائی مراحل طے کررہا ہے، لیکن ملک بینک سے متعلق امتِ مسلمہ کے ذہنوں میں ایک قسم کا خلفشار پیدا ہوا کہ کیا ملک بینک کا تصور اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے اور اس کی گنجائش ہے؟ اس میں کسی قسم کی شرعی خرابی پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر شرعی خرابی پائی جاتی ہے تو اُس کو دور کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کے دوسرے سوالات۔ ان کے حل تلاش کرنے کے لیے فقہ اسلامی کے ماہرین نے اس موضوع پر کچھ مقالات اور ابحاث بھی تحریر کیے ہیں، لیکن زیادہ تر مقالات عربی زبان میں ہیں، اُردو میں اس موضوع پر بہت کم مواد ملتا ہے۔ زیرِ نظر مختصر مقالے میں ملک بینک کے موضوع کے اکثر جوانب اور پہلوؤں کے احاطہ کرنے کی سعی کی گئی ہے، مختصر تعارف کے بعد ملک بینک سے متعلقہ شرعی مسائل بیان کیے گئے ہیں، تاہم شرعی نقطہ نظر سے پہلے چند اہم نکات، جیسے ملک بینک کے قیام کی وجوہات، طبعی رضاعت کے فوائد اور ملک بینک کے قیام کے نقصانات کا بھی مختصراً ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے، اس لیے پہلے ان نکات کو بیان کیا جائے گا، اس کے بعد ملک بینک سے متعلق شرعی احکام کا تذکرہ کیا جائے گا۔

ملک بینک کے قیام کی وجوہات:

ملک بینک کے قیام کی وجوہات دو قسم کی ہیں:

1: ایک بنیادی وجہ وہ بچے ہیں جو کسی وجہ سے اپنی ماں کے دودھ سے محروم تھے، ان کو انسانی دودھ فراہم کرنے کی غرض سے ملک بینک قائم کیے گئے، مثلا: وہ بچے (Premature Babies) جو بذریعہ آپریشن یا خود ہی طبعی مدتِ حمل سے پہلے پیدا ہو جائے، ان کو ماں دودھ نہیں پلا سکتی۔ اسی طرح کچھ بچے وقت پر پیدا ہو جانے کے باوجود جسمانی کمزوری اور وزن کی کمی کی وجہ سے یا کسی بیماری اور انفیکشن (Infection) کے لاحق ہو جانے کی وجہ سے انسانی دودھ کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں اور مصنوعی دودھ ان کے لیے مضر ہوتا ہے۔

2: ملک بینک کے قیام کی دوسری بنیادی وجہ مصنوعی دودھ کا مضرِ صحت ہونا اور عورتوں کا دودھ پلانے پر قادر نہ ہونا یا باوجود قدرت کے بچوں کو دودھ نہ پلانا ہے، مثلا یا تو عورت بیماری اور دودھ کی کمی کی وجہ سے بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی یا عورت ایسی ادویات استعمال کرتی ہے یا حاملہ ہے جس کی وجہ سے ایسی حالت میں بچے کو دودھ پلانا مضر ہو سکتا ہے، یا کسی روزگار میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے اُسے دودھ پلانے کیلئے وقت نہیں ملتا، بلکہ بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ بچے کو دودھ پلانے سے جسم کے حسن اور خوبصورتی میں نقص آسکتا ہے، اس لیے وہ دودھ پلانے سے کتراتی ہیں[4]

دودھ کے جمع کرنے اور حفاظت کا طریقہ کار:

انسانی دودھ جمع کرنے والے ادارے پہلے اچھی طرح اس بات کا اطمینان کر لیتے ہیں کہ جس عورت کا دودھ لیا جارہا ہے وہ ٹی بی، ایچ آئی وی یا ہیپاٹائٹس جیسے متعدی امراض کا شکار تو نہیں ہے۔ بعض ادارے یہ شرط بھی عائد کرتے ہیں کہ عورت سگریٹ نوشی کرنے والی اور ایسی ادویات استعمال کرنے والی بھی نہ ہو جس سے دودھ کے مضرِ صحت ہونے کا اندیشہ ہو۔

بعض ادارے یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ عورت نے قریبی عرصہ میں کسی کو خون نہ دیا ہو، نہ عورت کو کسی کا خون دیا گیا ہو نہ اعضاء کی منتقلی(Transplantation) ہوئی ہو، البتہ اگر اس کے بعد بارہ ماہ گزر چکے ہیں تو دودھ لیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد ادارے کا تربیت یافتہ عملہ عورت کی چھاتی سے دودھ جمع کرتا ہے، ایسا دودھ یا تو ہاتھوں سے نکالا جاتا ہے یا بریسٹ پمپ(Breast Pump) کے ذریعے۔ دودھ لیتے وقت ہاتھ اور بریسٹ پمپ کا صاف وشفاف ہونے کا ضرور خیال رکھا جاتا ہے اور ایسا دودھ باقاعدہ لیبل شدہ اور جراثیم سے پاک کنٹینرز(Containers) میں نکالا جاتا ہے اور کولڈ اسٹورتیج کے ذرائع سے ہی بینکوں کو پہنچایا جاتا ہے۔

جب دودھ ملک بینک کے پاس آجاتا ہے تو شروع شروع میں اُسے خشک کر کے سفوف اور پاوڈر بنالیا جاتا تھا، جس میں مصنوعی دودھ کی طرح پانی ملا کر دودھ تیار کر لیا جاتا تھا، لیکن بعد میں اس طریقہ کار کو اس لیے ترک کر دیا گیا کہ اس سے ایک خاص قسم کے جراثیم (جنہیں عربی میں "مضادات الاجسام" اور انگریزی میں Antibodies کہتے ہیں) مفقود ہو جاتے تھے، جن کا انسانی دودھ میں ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ابتداء میں دودھ کو خاص کنٹینرز میں رکھ کر ان کنٹینرز کو ٹھنڈی جگہ پر تقریبا تین مہینے کے لیے رکھا جاتا تھا، لیکن آج کل ایسے دودھ کے حرارتی تطہیر (Pasteurize) سے پہلے فریج اور فریزر میں دودھ کو تقریبا 4 سینٹی گریٹ درجہ حرارت میں 48 سے لیکر 72 گھنٹوں کے لیے رکھا جاتا ہے، تاہم یہ ہدایت اور کوشش کی جاتی ہے کہ جتنا جلدی ہوسکے، دودھ کو حرارتی تطہیر کر کے اس کے جراثیم ختم کر دیے جائیں۔

دودھ کا باقاعدہ بیکٹریل(Bacterial) ٹیسٹ کیا جاتا ہے، اگر دودھ میں جراثیم پائے جائیں تو اُنہیں ختم کرنے کے لیے دودھ کو حرارتی تطہیر(Pasteurize) کیا جاتا ہے، جس کیلئے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں، تاہم سب میں یہ مشترک ہے کہ خاص ٹمپریچر میں کچھ متعین وقت کیلئے

دودھ کو ایک خاص مقدار کی درجہ حرارت خاص طریقے سے پہنچاکر جراثیم ختم کیے جاتے ہیں۔یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ دودھ نکالنے کے بعد فریزر وغیرہ میں 20°C- میں زیادہ سے زیادہ چھ مہینے کے لیے دودھ رکھا جاسکتا ہے، چھ مہینے کے اندر اندر اس کا استعمال کیا جائے۔جب بچے کو ایسا دودھ پلانا شروع کیا جائے تو استعمال شدہ دودھ زیادہ سے زیادہ تین مہینے کے اندر استعمال کیا جائے۔

منجمد دودھ کو پگلانے کے لیے اُسے آہستہ آہستہ گرم کیا جائے یا گرم پانی سے کنٹینر کو دھویا جائے، لیکن پانی (37 °C) سے زیادہ گرم نہ ہو۔مائیکروویو(Microwave) میں ایسا دودھ پگلانے کیلئے گرم نہ کیا جائے اور جس دودھ کو ایک مرتبہ پگلا دیا جائے، اُسے دوبارہ منجمد نہ کیا جائے[5]

طبعی رضاعت کے فوائد:

نومولود کے لیے ماں کا دودھ قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔جدید تحقیق سے یہ بات پوری طرح واضح ہوچکی ہے کہ ماں کا دودھ بچے کیلئے ایک مکمل اور بھرپور غذا ہے، مصنوعی دودھ اس کا متبادل نہیں ہوسکتا، بلکہ اطباء کی تحقیق کے مطابق براہِ راست ماں کی چھاتی سے دودھ پینے میں وہ فوائد ہیں جو نہ مصنوعی دودھ میں پائے جاتے ہیں اور نہ ہی کسی عورت کا دودھ نکالنے کے بعد بچے کو پلانے سے وہ فوائد حاصل ہوسکتے ہیں، ماں کے دودھ سے حاصل ہونے والے چند فوائد درج ذیل ہیں:

1: ماں کا دودھ آسانی سے ہضم ہوجاتا ہے، بلکہ ماں کے دودھ میں موجود پروٹین بھی زود ہضم ہوتے ہیں اور ان سے الرجی کا امکان کم ہوتا ہے اور زیادہ گرم یا ٹھنڈا نہیں ہوتا، بلکہ قدرتی طور پر اس کی حرارت بچے کے لیے مناسب اور مفید ہوتی ہے۔

2: ماں کا دودھ پینے سے بچہ ماں سے قربت، انسیت اور گہرا تعلق محسوس کرتا ہے۔

3: ماں کا دودھ غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے جس سے بچے کے جسم کو بہتر طریقے سے نشونما ملتی ہے، بلکہ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ اس میں وٹامن اے وافر مقدار میں ہوتا ہے جو بچے

کو طاقتور اور صحت مند بناتا ہے۔

:4 ماں کے دودھ میں بڑی مقدار میں ایک خاص قسم کا ایسڈ (Essential feed acid) ہوتا ہے جو بچوں کے دماغ، خون کی نالیوں اور اعصابی نظام کی نشو نما کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔اس کے علاوہ ماں کے دودھ میں ایک فیگو سائٹ خلیہ (Macrophages) ہوتا ہے جو جراثیم اور مضر اجزاء کو ختم کرتا ہے۔

:5 ماں کے دودھ میں ویسے پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے یہ پروٹین انفیکشن کو کنڑول میں رکھنے والے ہوتے ہیں جو بچے کو دست، سانس کی بیماریوں اور کان کے انفیکشن کے علاوہ دماغ کی جھلی کی سوجن اور پیشاب کی نالی کے انفیکشن سے محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

:6 ماں کے دودھ سے بچے کے دانت آسانی سے نکلتے ہیں اور جبڑے اور آنتوں کو مضبوط کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔

:7 ایک رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ماں کا دودھ پینے والے بچے کم بیمار پڑتے ہیں ایک تو اس وجہ سے اور دوسرے ماں کے ساتھ زیادہ نزدیک رہنے کے سبب ایسے بچوں کے رویے میں مثبت اثرات پائے جاتے ہیں۔

:8 خود ماں بچے کو دودھ پلانے کے باعث کئی بیماریوں سے محفوظ رہتی ہے، مثلاً چھاتی کا سرطان، اور ہڈیوں کا بھر بھراپن وغیرہ، اسی طرح ولادت کی وجہ سے عورت کے رحم کو جو ناہمواری پیش آتی ہے، بچے کو دودھ پلانے سے وہ ختم ہو جاتی ہے اور رحم اپنی اصلی اور طبعی حالت کی طرف آسانی سے لوٹ آتا ہے۔

:9 ماں کا دودھ قدرتی طور پر نہایت صاف ستھرا ہوتا ہے اور اس کا درجہ حرارت ہمیشہ مناسب ہوتا ہے۔

10: بعض تحقیقی رپورٹز میں ان کے علاوہ فوائد کا تذکرہ بھی ملتا ہے، مثلاماں کا دودھ پینے والے بچوں میں بلڈ پریشر اور اس سے متعلقہ امراض بہت کم پائے جاتے ہیں، شوگر، موٹاپے اور خون کے سرطان سے محفوظ رہتے ہیں، ایسے بچوں میں منفی رویے جیسے غصہ اور رونا وغیرہ، نہیں ہوتے، جو ماں اپنے بچے کو دودھ پلائے اس کا رحم انفیکشن وغیرہ سے محفوظ رہتا ہے وغیرہ[6]۔

ملک بینک کے نقصانات:

جہاں تک ملک بینک کے قیام اور اس کے دودھ کے استعمال کی شرعی خرابیوں کا ذکر ہے تو وہ "شرعی احکام" کے عنوان کے تحت آجائے گا، یہاں صرف ملک بینک کی دنیوی خرابیوں اور نقصانات کا تذکرہ کیا جائے گا، جن کا خلاصہ یہ ہے:

1: انسانی دودھ کے بینک میں دودھ پر چھاتی سے نکالنے سے لیکر بچے کو پلانے تک کئی مراحل آتے ہیں، ایسے مراحل میں دودھ میں کسی وائرس کا آجانا کوئی بعید نہیں ہے، جیسے مشاہدے میں آیا ہے کہ ایسے دودھ میں ایچ آئی وی وائرس(Human immunodeficiency virus) آجاتا ہے جو ایڈز(AIDS) کا سبب بنتا ہے۔اسی طرح اس میں ہیپاٹائٹس بی وائرس(Hepatitis B virus) بھی پایا گیا ہے جو جگر کے کینسر کا سبب بنتا ہے۔

2: مختلف مراحل سے گزارنے اور کیمیکل یا دوسرے اجزاء ملانے کی وجہ سے ایسے دودھ میں وہ خصوصیات مکمل طور پر نہیں پائی جاتیں جو ایک ماں کے دودھ میں پائی جاتی ہیں۔

3: بچے کو براہِ راست اپنا دودھ پلانے کے بجائے ملک بینک کے دودھ کے استعمال سے نہ تو بچے کو وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو براہِ راست چھاتی سے دودھ پینے میں ہوتے ہیں، جیسے دانتوں کا آسانی سے نکل آنا، جبڑوں کی مضبوطی وغیرہ اور نہ ہی ماں کو وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو دودھ پلانے میں عورت کو ملتے ہیں، مثلاً بچے کو دودھ پلانے سے ماں کے جسم سے اکسیر توسین(Oxyrtocin) کا

مادہ خارج ہو جاتاہے، جس سے رحم دوبارہ اپنی طبعی حالت کی طرف لوٹ آتاہے،اس سے عورت چھاتیوں کے کینسر سے محفوظ رہتی ہے اور دودھ نہ پلانے کی وجہ سے ماں اور بچے درمیان انسیت وقربت کی بھی کمی پائی جاتی ہے۔

4: ایسے دودھ کا حصول نہایت مہنگا ہوتا ہے، کیونکہ ایک تو عموماعورت اپنا دودھ مفت میں نہیں دیتی،دوسرے اس کی حفاظت کے لیے تربیت یافتہ عملہ، مشینری اور بہت سارا وقت چاہیے ہوتا ہے،ان سب کے اخراجات ملا کر جب ملک بینک دودھ بیچے گا تو اس کا خریدنا آسان نہیں ہو گا۔اس سے استفادہ کرنے والے صاحبِ ثروت ہوں گے اور اپنا دودھ بیچنے والی عورتیں غرباء و مساکین ہوں گی جو اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کے لیے اپنے جسم کا ایک جزء بیچنے پر مجبور ہوں گی۔

5: مدتِ رضاعت میں بچے کو جو دودھ فراہم کیا جاتا ہے،اس سے بچے کی طبیعت اور اخلاق پر بڑا اثر پڑتا ہے، یہ بات طبّی تحقیق سے بھی ثابت ہو چکی ہے۔ ملک بینک میں موجود مخلوط دودھ مختلف اخلاق وعادات والی عورتوں کا ہو سکتا ہے، لہذا ایسے دودھ کا استعمال بچے کے رویے اور اخلاق وخصائل کے لیے مضر ہو سکتا ہے[7]۔

شرعی احکام:

ملک بینک سے کئی شرعی مسائل متعلق ہیں، جن کو ہم چار عنوانات سے بیان کر سکتے ہیں:

1. رضاعت کے ثبوت کی کیفیت
2. مخلوط دودھ سے رضاعت کا ثبوت
3. انسانی دودھ کی خرید وفروخت
4. ملک بینک کے قیام کا شرعی حکم

1۔رضاعت کے ثبوت کی کیفیت:

رضاعت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی عورت کا دودھ چھوٹے بچے کو پلادیا جائے۔تاہم اس سے حرمتِ رضاعت کب ثابت ہوتی ہے؟اس سلسلے میں فقہاء کے ہاں کئی اختلافات پائے جاتے ہیں، مثلا مدتِ رضاعت کتنی ہے؟ کتنی مقدار دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوگی؟دودھ پینے کی کیفیت کیسی ہو؟وغیرہ۔انسانی دودھ کے بینکوں میں اہم مسئلہ رضاعت کے ثبوت کی کیفیت ہے،اس لیے یہاں اسکی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔پہلا اوراہم مسئلہ یہ ہے کہ رضاعت کے ثبوت کیلئے براہ راست عورت کے پستانوں سے دودھ پیناضروری ہے یانہیں؟اس سلسلے میں فقہاء کرام کی دوآراء سامنے آئی ہیں:

جمہور فقہاء کرام جن میں حنفیہ،شافعیہ،مالکیہ اور حنابلہ شامل ہیں،کی رائے یہ ہے کہ رضاعت کے ثبوت کے لیے براہ راست عورت کے پستانوں سے دودھ پیناضروری نہیں ہے،بلکہ اگر عورت کا دودھ نکال کر کسی برتن وغیرہ میں ڈال کر بچے کو مدتِ رضاعت میں پلادیا جائے تو رضاعت ثابت ہوجائیگی۔اس کی مثالیں دیتے ہوئے فقہاء نے ''وُجُور''اور ''سُعُوط ''کی صورتیں بیان کی ہیں۔وُجُور کا مطلب ہے کہ عورت کا دودھ نکال کر کسی برتن وغیرہ میں ڈال کر کسی بچے کے حلق میں ڈال دیا جائے اور سُعُوطکا مطلب یہ ہے کہ دودھ نکال کر بچے کی ناک میں ڈال دیا جائے،دونوں صورتوں میں اگر دودھ حلق سے اتر گیاتو رضاعت ثابت ہوجائیگی۔

علامہ ابن قدامہ اس مسئلہ کی وضاحت کچھ یوں کرتے ہیں:

معنى السعوط أن يصب اللبن في أنفه من إناء أو غيره والوجور أن يصب في حلقه صبا من غير الثدي، واختلفت الرواية في التحريم بهما فأصح الروايتين أن التحريم يثبت بذلك كما يثبت بالرضاع وهو قول الشعبي و الثوري و أصحاب الرأي وبه قال مالك في الوجور، والثانية: لا يثبت بهما التحريم وهو اختيار ابي بكر ومذهب داود وقول عطاء الخراساني في السعوط لأن هذا ليس برضاع وإنما حرم الله

تعالى ورسوله بالرضاع ولأنه حصل من غير ارتضاع فأشبه ما لو دخل من جرح في بدنه، ولنا ما روى ابن مسعود عن النبي ﷺ: [لا رضاع إلا ما أنشز العظم وأنبت اللحم] رواه أبو داود ولأن هذا يصل به اللبن إلى حيث يصل بالارتضاع ويحصل به من إنبات اللحم وإنشاز العظم ما يحصل من الارتضاع فيجب أن يساويه في التحريم.[8]

"یعنی سعوط کا مطلب ہے کہ کسی برتن وغیرہ سے دودھ بچے کی ناک میں ڈالا جائے اور وجور کا مطلب ہے دودھ چھاتی کے علاوہ کسی دوسری چیز سے دودھ بچے کے حلق میں ڈالا جائے۔

ان دونوں صورتوں میں حرمت ثابت ہو گی یا نہیں،اس سلسلے میں روایات مختلف ہیں، صحیح روایت یہ ہے کہ ان سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائیگی،یہی شعبیؒ،ثوریؒ اور اصحابِ رائے کا مسلک ہے اور وجور کے سلسلے میں امام مالکؒ کا بھی یہی قول ہے۔دوسری روایت یہ ہے کہ ان صورتوں میں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔اس رائے کو اختیار کرنے والے امام ابو بکرؒ اور داؤد ظاہری ہیں ،جبکہ سعوط کے عدمِ حرمت کے بارے میں عطاء خراسانیؒ بھی ان کے ساتھ ہیں،کیونکہ (یہ حضرات یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ) یہ رضاعت نہیں ہے،اللہ اور اس کے رسول نے رضاعت سے حرمت کے ثبوت کا فرمایا ہے اور یہ رضاعت نہیں ہے،بلکہ ایسا ہے جیسے کسی کے بدن میں زخم کے ذریعے دودھ داخل کیا جائے۔ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سرورِ دوعالم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"رضاعت صرف اس دودھ سے ثابت ہوتی ہے جو ہڈی کو مضبوط اور گوشت کی بڑھوتری کرے"۔چونکہ براہ راست دودھ پینے کی طرح ان دونوں صورتوں میں بھی دودھ وہاں تک پہنچ جاتا ہے جہاں وہ ہڈی کی مضبوطی اور گوشت کی بڑھوتری کا سبب بنتا ہے،اس لیے یہ دونوں صورتیں (سُعُوط اور وُجُور) حرمت ثابت کرنے میں براہ راست دودھ پینے کی طرح ہیں۔"[9]

دوسری رائے ظاہریہ کی ہے۔علامہ ابن حزمؒ کی رائے یہ ہے کہ رضاعت کے ثبوت کے لیے براہ راست عورت کے پستانوں سے دودھ پیناضروری ہے،اگر دودھ کو نکال کر کسی برتن وغیرہ میں ڈال دیااور پھر بچے کے پلادیا تو اس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہ ہوگی[10]۔ امام احمدؒ کی ایک روایت بھی اسی طرح ہے، لیکن حنابلہ کا راجح قول جمہور کی طرح ہے جس کی طرف علامہ ابن قدامہؒ نے اشارہ کیا ہے۔

علامہ ابن حزمؒ نے رضاعت کے مقصد اور اصطلاحی مفہوم کو چھوڑ کر محض رضاعت کے لغوی معنی کو ملحوظ رکھا ہے، لیکن اس سلسلے میں جمہور فقہاء کا قول ہی راجح ہے، کیونکہ کئی احادیث ایسی ملتی ہیں جن میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ: "لا رضاع إلا ما شد العظم وأنبت اللحم" اور "لا يحرم من الرضاعة إلا ما فتق الأمعاء "[11]۔یعنی جس رضاعت سے بچے کے گوشت کو بڑھوتری اور ہڈیوں کو مضبوطی حاصل ہو جائے اور جس دودھ سے اس کی آنتیں کھل جائیں اس سے رضاعت ثابت ہوتی ہے۔یہ بات اس صورت میں بھی پائی جاتی ہے جس میں عورت کا دودھ نکال کر کسی برتن میں ڈالنے کے بعد بچے کو پلایا جائے، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے مدتِ رضاعت مقرر کرنے میں جہاں قرآن وحدیث کی نصوص سے استنباط کیا ہے وہیں وقت کی تحدید کی یہ توجیہ بھی بیان کی ہے کہ ایسے وقت کے بعد دودھ سے بچے کے گوشت کو بڑھوتری اور ہڈیوں کی مضبوطی حاصل نہیں ہوتی[12]۔ لہذا ملک بینک میں موجود عورتوں کے دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہو جائیگی۔

2۔ مخلوط دودھ سے رضاعت کا ثبوت:

دوسرا اہم مسئلہ جسے یہاں بیان کرنا ضروری ہے یہ ہے کہ جب عورت کے دودھ میں کوئی دوسری چیز مل جائے تو ایسے دودھ کے پینے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟اس مسئلہ کی جو تفصیل یہاں مقصود ہے اُسے تین نکات میں بیان کیا جائے گا، کیونکہ ملک بینک میں عموماً عورت کے دودھ

کے ساتھ تین قسم کی اشیاء ملائی جاتی ہیں:

الف۔ پانی ب۔ دواء یا کیمیکل ج۔ دوسری عورت کا دودھ

الف/ب۔ جس دودھ میں پانی یا دواء ملائی گئی ہو، اس کا حکم:

جس دودھ میں پانی یا دواء ملائی گئی ہو اور وہ کسی بچے کو پلایا جائے تو اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر عورت کا دودھ غالب ہو اور پانی یا دواء مغلوب اور کم ہو تو ائمہ ثلاثہ (امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) اور امام ابو یوسف وامام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسے دودھ سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، کیونکہ اصل اعتبار غالب چیز کا ہوتا ہے اور مغلوب چیز معدوم کے درجے میں ہوتی ہے، اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جبکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق اگر دودھ کسی پانی یا دواء وغیرہ سے مل جائے تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔ اگرچہ حنابلہ کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس صورت میں حرمتِ رضات ثابت نہ ہو گی، لیکن ان کے ہاں راجح اور اصح قول حرمت کے ثبوت کا ہی ہے۔ اگر دودھ مغلوب اور کم ہو، جبکہ پانی یا دواء غالب اور زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ اور ایک روایت کے مطابق شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہو گی، جبکہ شافعیہ کا اصل مسلک اور حنابلہ کی ایک روایت کے مطابق اس صورت میں بھی حرمت ثابت ہو جائیگی۔

واضح رہے کہ حنفیہ کے ہاں اگر دودھ میں کوئی دوسری چیز ملا کر اُسے اس طرح پکایا جائے کہ وہ دودھ نہ رہے، بلکہ کسی کھانے کی چیز کی شکل اختیار کر لے تو اس چیز کے کھانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، لیکن ظاہر ہے کہ ملک بینک میں دودھ سے کوئی اور چیز نہیں بنائی جاتی، ورنہ اس طرح کے بینکوں کا اصل مقصد ہی ختم ہو جائے گا، اس لیے حنفیہ کی یہ رائے ملک بینک پر لاگو نہیں ہو سکتی ہے[13]۔

ملک بینک میں دودھ غالب ہی ہوتا ہے، پانی یا دواء قلیل مقدار میں ہوتی ہے جن کو دودھ پگلانے یا اس کی حفاظت کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے اضافی طور پر (Additives) ملایا جاتا ہے، اس لیے ایسے دودھ سے جمہور علماء کرام کی رائے کے مطابق حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائیگی، حنفیہ کے ہاں بھی صاحبینؒ کے قول پر فتوی دیا گیا ہے[14]۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس صورت میں امام ابو حنیفہؒ کی رائے کے مطابق بھی حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائیگی، کیونکہ علامہ شامیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ دودھ میں جو چیز ملائی جاتی ہے اگر وہ ثخین اور موٹی چیز ہو، جس کو باقاعدہ لقمہ بنا کر کھایا جاتا ہو تو اس صورت میں امام صاحب کی رائے حرمت کے عدمِ ثبوت کی ہے، لیکن اگر دودھ میں کوئی مائع چیز جیسے پانی ملا دیا جائے جس کو لقمہ بنا کر نہ کھایا جاتا ہو، بلکہ اُسے پیا جاتا ہو تو اس صورت میں امام صاحب کی رائے یہ ہے کہ حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائیگی۔ آپؒ لکھتے ہیں:

"وَكَلَامُنَا فِيمَا إِذَا كَانَ الطَّعَامُ رَقِيقًا يُشْرَبُ حَسْوًا، وَهَذَا تَثْبُتُ بِهِ الْحُرْمَةُ كَمَا سَمِعْتَه، وَلَمْ أَرَ مَنْ صَحَّحَ خِلَافَهُ؛ وَلَا يُقَالُ: يَلْزَمُ مِنْ تَقَاطُرِ اللَّبَنِ عِنْدَ رَفْعِ اللُّقْمَةِ أَنْ يَكُونَ الطَّعَامُ رَقِيقًا يُشْرَبُ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَمْ يَكُنْ التَّقَاطُرُ مِنْ اللَّبَنِ وَحْدَهُ بَلْ يَكُونُ مِنْهُمَا مَعًا، فَعُلِمَ أَنَّ الْمُرَادَ كَوْنُ الطَّعَامِ ثَخِينًا لَا يُشْرَبُ، وَلَفْظُ اللُّقْمَةِ مُشْعِرٌ بِذَلِكَ أَيْضًا فَافْهَمْ"[15]۔

ترجمہ: ہماری بحث اس صورت سے متعلق ہے جس میں کھانا اتنا باریک ہو کہ اُسے گھونٹ گھونٹ پیا جاسکے، جہاں تک میں نے سنا ہے، اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور مجھے کوئی بھی فقیہ ایسا نظر نہیں آیا جس نے اس کے خلاف رائے دی ہو۔ یہ نہ کہا جائے کہ لقمہ اٹھاتے وقت دودھ ٹپکنے سے یہ لازم آئے گا کہ کھانا باریک ہو، جسے پیا جاسکے، کیونکہ اگر یہی صورت ہو تو ٹپکنے والے قطرے صرف دودھ کے نہیں، بلکہ دودھ اور کھانا دونوں کے ہوں گے لہذا معلوم ہوا کہ (حرمت ثابت نہ

ہونے کیلئے ضروری ہے کہ) کھانا گاڑا ہو جسے پیانہ جا سکے اور لفظِ ''لقمہ'' سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

علامہ ابن ہمامؒ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے، آپؒ لکھتے ہیں:

" أَمَّا عِنْدَ رَفْعِ اللُّقْمَةِ إلَى فِيهِ فَأَكْثَرُ الْوَاصِلِ إلَى جَوْفِهِ الطَّعَامُ حَتَّى لَوْ كَانَ ذَلِكَ الطَّعَامُ رَقِيقًا يُشْرَبُ اعْتَبَرْنَا غَلَبَةَ اللَّبَنِ إنْ غَلَبَ وَأَثْبَتْنَا الْحُرْمَةَ "[16]۔

ج۔ مختلف عورتوں کی مخلوط دودھ کا حکم:

ملک بینک میں ہر عورت کا دودھ الگ نہیں رکھا جاتا، بلکہ کئی عورتوں کا دودھ مخلوط ہوتا ہے، ایسی صورت میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب کئی عورتوں کا دودھ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائے تو کیا ایسا مخلوط دودھ بچے کو پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو گی یا نہیں اور اگر حرمت ثابت ہوتی ہے تو کیا یہ حرمت ہر اس عورت کے ساتھ متعلق ہو گی جس کا دودھ ملک بینک میں ہے یا بعض عورتوں یا کسی خاص عورت کے ساتھ اس حرمت کا تعلق ہو گا؟

ائمہ اربعہ کی آراء میں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں جتنی بھی عورتوں کا دودھ ملا ہوا اور مخلوط ہو اُن سب عورتوں کے ساتھ مخلوط دودھ پینے والے بچے کا رضاعت کا رشتہ ثابت ہو جائے گا، خواہ تمام عورتوں کا دودھ مساوی اور برابر ہو یا کسی کا غالب اور زیادہ ہو اور کسی کا کم و مغلوب، بہر صورت یہی حکم ہے۔ یہ رائے اتفاقی ہے۔

البتہ فقہاء حنفیہ اور شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا دودھ غالب ہو تو رضاعت کا رشتہ صرف اُسی سے متعلق ہو گا، بقیہ عورتوں سے نہیں ہو گا، لیکن یہ قول ان کے ہاں بھی کوئی راجح یا اصح نہیں ہے۔ لہذا جس وقت ملک بینک سے دودھ حاصل کیا جائے گا، اُس وقت تک جتنی بھی عورتوں نے ملک بینک میں اپنا دودھ جمع کرایا ہو، ہر اُس عورت کے ساتھ ایسے دودھ پینے والے بچے کا رضاعی رشتہ ثابت ہو جائے گا، جو ایک دو نہیں بلکہ کئی ہو سکتی ہیں[17]۔

3۔انسانی دودھ کی خرید وفروخت:

ملک بینک سے متعلق آخری مسئلہ انسانی دودھ کی خرید وفروخت کا ہے، کیونکہ ملک بینک کو مفت میں دودھ فراہم کرنے والی خواتین نہ ہونے کے برابر ہیں، عموماً خواتین اپنا دودھ ملک بینک کو فروخت ہی کرتی ہیں اور ملک بینک اس کو آگے فروخت کرتا ہے۔

آزاد عورت کا دودھ نکال کر بیچنے کے حکم میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے ہاں انسانی دودھ کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے،امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے[18]،ان کی ایک دلیل یہ ہے کہ انسان کے تمام اجزاء محترم ومکرم ہے[19]،اس کا کوئی جزء مال نہیں ہے کہ جس کی بیع کو جائز قرار دیا جائے۔دوسرے اس لیے کہ احادیث میں آزاد آدمی کی بیع کو منع کیا گیا ہے، بلکہ علامہ ابن حجرؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے[20]، لہذا جب کل کی بیع جائز نہیں ہے تو اس کے جزء یعنی دودھ کی بیع کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ تیسرے اس لیے بھی کہ باری تعالٰی نے انسان کو اشیاء کا مالک بنا کر پیدا کیا ہے،اس کے کسی جزء کو مال قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مملوک ہے، حالانکہ مالک اور مملوک میں تناقض اور منافات ہے۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا اصل مسلک یہ ہے کہ انسانی دودھ کو نکالنے کے بعد خریدنا یا بیچنا جائز ہے،اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسانی دودھ پاک اور ایک قابل انتفاع چیز ہے، لہذا اس کی بیع جائز ہونی چاہیے۔علامہ ابن قدامہؒ ائمہ اربعہ کی آراء اور ان کی وجوہات کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

فأما في بيع لبن الآدميات فقال أحمد: أكرهه واختلف أصحابنا في جوازه فظاهر كلام الخرقي جوازه لقوله وكل ما فيه المنفعة وهذا قول ابن حامد ومذهب الشافعي وذهب جماعة من أصحابنا إلى تحريم بيعه وهو مذهب أبو حنيفة و مالك ولأنه مائع خارج من آدمية فلم يجز بيعه كالعرق ولأنه من آدمي فأشبه سائر أجزائه والأول أصح لأنه

لبن طاهر منتفع به فجاز بيعه كلبن الشاة۔[21]

ترجمہ: انسانی دودھ کی بیع کے بارے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ ہمارے اصحاب کا اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ امام خرقی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قابلِ منفعت ہونے کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیتے ہیں، یہ ابن حامد اور شافعی کی رائے ہے۔ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے یہی قول اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ انسانی بدن سے نکلنے والی مائع چیز ہے، لہذا پسینے کی طرح اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ اور چونکہ یہ انسان کا جزء ہے، اس لیے دوسرے اجزاء کی طرح اس کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے، کیونکہ دودھ پاک اور قابلِ انتفاع چیز ہے، لہذا بکری کے دودھ کی طرح انسانی دودھ کی بیع بھی جائز ہے۔

فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے دلائل کے قوی ہونے کے باوجود یہ بات بھی واضح رہنی چاہیے کہ ملک بینک میں محض انسانی دودھ کی خرید و فروخت کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ اس میں دیگر دنیوی اور دینی خرابیاں بھی پائی جاتی ہیں، جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے، اس لیے محض شافعیہ اور حنابلہ کی رائے کی بنیاد ہر ملک بینک کو جواز کی سند فراہم کرنا عجلت پسندی یا سطح بینی ہی سمجھی جائیگی۔

4۔ ملک بینک کے قیام کا شرعی حکم:

سابقہ تفصیلات کے بعد اب ہم اصل مسئلہ بیان کر سکتے ہیں کہ ملک بینک کا قیام شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟ اس سلسلے میں معاصر علماء کی تین آراء سامنے آئی ہیں:

پہلی رائے:

بعض معاصر علماء ملک بینک کے قیام کی اجازت دیتے ہیں۔ ان میں سے سرِ فہرست شیخ یوسف قرضاوی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"أننا لا نجد هنا ما يمنع من إقامة هذا النوع من "بنوك الحليب"، مادام يحقق مصلحة شرعية معتبرة، ويدفع حاجة يجب دفعها، آخذين بقول من ذكرنا من الفقهاء، مؤيدًا بما ذكرنا من أدلة وترجيحات"[22]۔

ان کے علاوہ دیگر کئی علماء عرب، جیسے ڈاکٹر عبد التواب مصطفی،ڈاکٹر علی قرہ داغی، شیخ عطیہ صقر اور ڈاکٹر محمد رافت عثمان وغیرہ،نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ان حضرات کے دلائل کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

1: ایک دلیل یہ ہے کہ ملک بینک کے دودھ کے استعمال سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ حرمتِ رضاعت کے ثبوت کے لیے براہ راست چھاتی سے دودھ پینا ضروری ہے، دوسرے اس لیے بھی کہ جب ایک عورت کا دودھ دوسری عورت کے دودھ سے مل جائے تو بعض فقہاء کے ہاں اس سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی، لہذا جب ملک بینک میں یہ خرابی (حرمت کا ثبوت) موجود نہیں ہے تو اس کا قیام ممنوع نہیں ہے۔(حوالہ کے لیے حاشیہ نمبر 24 ملاحظہ فرمائیں)

2: ملک بین میں موجود دودھ پر کئی مراحل گزرتے اور اس میں کئی تغیرات پائے جاتے ہیں، مثلا کیمیکل وادویات کی ملاوٹ، پانی اور دوسری عورتوں کے دودھ کا ملانا اور آگ کے استعمال کے ساتھ ساتھ تخفیف اور دودھ خشک کرنے کا عمل وغیرہ۔ان تغیرات کے بعد ایسے دودھ سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہونی چاہیے۔

3: ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ جب رضاعت میں شک واقع ہو جائے کہ بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے یا نہیں تو اس صورت میں بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ملک بینک میں جتنی عورتوں کا دودھ موجود ہوتا ہے،ان کے بارے مکمل معلومات نہیں ہوتی اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بینک میں کس عورت کا دودھ موجود ہے،اس لیے شک کی وجہ سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

4:　ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ کئی فقہی قواعد ایسے ہیں جن میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ لوگوں کی مصالح کی رعایت اور ان سے ضرر کو دور کرنے کی مکمل کوشش کی جائے، جیسا کہ ایک مشہور قاعدہ ہے: ''الضـرر یُزال''[23]۔ملک بینک میں بھی اُن بچوں کے لیے مصلحت ہے اور ان سے ضرر دور کیا جاتا ہے جن کی مائیں ان کو دودھ پلانے سے قاصر رہتی ہیں۔

5:　ایک دلیل یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آج کے دور میں ایسے بنکوں کی شدید ضرورت و حاجت ہے اور ضرورت کے موقع پر حکم میں آسانی پیدا ہوتی ہے، بلکہ آسانی اور تخفیف کا ایک سبب ''عمومِ بلوی'' بھی ہے جو یہاں پایا جاتا ہے کہ بچوں کو اپنی ماں کا دودھ نہ ملنا ایک اجتماعی و عمومی مسئلہ بن گیا ہے[24]۔

نقـدوتبصـرہ:

پہلی دلیل میں بیان کی گئی بات اگرچہ درست ہے، لیکن سابقہ تفصیلات سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ اس مسئلہ میں جمہور کی رائے زیادہ قوی ہے اور ملک بینک کی ایسی عمومی ضرورت نہیں ہے کہ بعض فقہاء کی رئے پر اس کی عام اجازت اور کھلی چھوٹ دی جائے۔یہ بات بھی درست ہے کہ ملک بینک میں موجود دودھ پر کئی تغیرات اور مراحل آتے ہیں، لیکن اس حقیقت سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ اس تغیرات سے دودھ کے بنیادی اوصاف اور اصلی ماہیت و حقیقت تبدیل نہیں ہوتی کہ اُسے ''طعام'' یا غیر دودھ قرار دیکر رضاعت کے عدمِ ثبوت کا قول اختیار کیا جائے۔

جہاں تک رضاعت میں شک کی بات ہے تو ہماری نظر میں یہ کوئی قوی دلیل نہیں ہے، کیونکہ شک کی جتنی بھی صورتیں فقہاء نے لکھی ہیں وہ سب رضاعت اور دودھ پینے کے ''وجود وعدم'' سے متعلق ہے کہ بچے کے دودھ پینے اور نہ پینے میں شک واقع ہو جائے، یا جن فقہاء کے ہاں دودھ کی ایک خاص مقدار پینا شرط ہے اس میں شک ہو جائے[25]۔

جبکہ ملک بینک کا دودھ بچے کو پلانے کے بعد ایسا کوئی شک نہیں ہوتا،البتہ صرف وہ عورت مجہول ہوتی ہے جس کا دودھ بچے نے پیا ہے،اس سے حرمت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ حقیقت اپنی جگہ درست ہے کہ ایسے بنکوں میں کئی بچوں کے لیے مصلحت ہے، لیکن اس مصلحت سے زیادہ ان میں مفاسد اور مضرتیں ہیں، دنیوی نقصانات کیساتھ ساتھ شرعی خرابیان بھی ان میں پائی جاتی ہیں اور فقہی قاعدہ ہے کہ مفاسد کو دور کرنا، مصالح کے حصول سے مقدم ہے[26]

جہاں تک بچوں کو واقع ہونے والے ضرر کی بات ہے تو اگرچہ ایسے بنکوں سے وہ ضرر دور ہو سکتا ہے اور ضرر کا ازالہ بھی شریعت میں مطلوب ہے، لیکن جب ایک ضرر کے ازالہ کی کوشش میں اسی جیسے یا اس سے بڑے دوسرے ضرر کے واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس ضرر کو دور نہیں کیا جاتا ہے، یہی فقہی قاعدہ ہے[27]۔

ملک بینک کے قیام سے اگرچہ کچھ ضرر ختم ہو گا، لیکن اس کے نتیجے میں اس سے بڑا ضرر لازم آئے گا۔اور یہ ایک فقہی قاعدہ ہے کہ جب دو ضرروں کے درمیان تعارض آجائے تو بڑے ضرر کو دور کرنے کیلئے چھوٹے ضرر کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک ظاہر سی بات ہے کہ ملک بینک کے قیام کی حاجت بھی مخصوص بچوں کو ہے، دنیا کے تمام یا اکثر بچے ملک بینک کے محتاج نہیں ہے، لیکن ملک بینک کے نقصانات مخصوص لوگوں کو لاحق ہونے والے نہیں ہیں، بلکہ ان کا منفی اثر عام لوگوں پر پڑتا ہے، یہ بھی فقہی قواعد کے خلاف ہے، کیونکہ خاص ضرر کو دور کرنے کیلئے عام ضرر کا ارتکاب جائز نہیں ہوتا، بلکہ عام ضرر کو دور کیا جاتا ہے، اگرچہ خاص ضرر کا ارتکاب کرنا پڑ جائے[28]۔

یہ بات بھی درست ہے کہ ضرورت وحاجت اور عموم بلوی کی وجہ سے حکم میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے، لیکن ملک بینک کی نہ حقیقی معنی میں ضرورت ہے اور نہ ہی حاجت، بلکہ ماؤوں کا اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانا بھی کوئی ایسا عمومی یا اکثری مسئلہ نہیں ہے کہ اس کو عمومِ بلوی قرار دیا جائے۔

ضرورت وحاجت تواس لیے نہیں ہے کہ عموماً مسلم خواتین اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہیں اوراگر بعض خواتین کسی عذر یابغیر عذر کے دودھ نہ پلائے تواجرت پر دودھ پلانے والی عورتیں بھی مل جاتی ہیں اوراگر کسی جگہ ایسی عورتیں بھی نہ ملیں تو جانوروں کادودھ،ورنہ مصنوعی دودھ تقریباہر جگہ دستیاب ہے،اس کے باوجود ملک بینک کی ضرورت یاحاجت کی وجہ بیان کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔

دوسری رائے:

اس کے برعکس اکثر معاصر علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ ملک بینک کا قیام شرعاجائز نہیں ہےاوراس میں ایک سے زیادہ شرعی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ان حضرات کے دلائل کاخلاصہ یہ ہے:

1: پہلے دو باتیں سمجھناضروری ہے۔ایک یہ کہ اسلام کی نظر میں دودھ کے رشتوں کی بڑی اہمیت ہے دودھ کے رشتوں کی حرمت کوقرآن وسنت میں نسب کے رشتوں کے برابر گردانا گیاہے، قرآنِ مجید میں نسبی رشتوں کی حرمت کے ساتھ ساتھ اسی پیرائے میں رضاعت کے رشتوں کی حرمت بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

{وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ}[29] ۔

ترجمہ:اور (تم پر حرام کردی گئی ہیں)تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ شریعت جیسے نسب کے اختلاط والتباس کو پسند نہیں کرتی،اسی طرح رضاعت کے رشتوں کے اشتباہ واختلاط کو بھی پسند نہیں کرتی۔اسی لیے فقہاءِ لکھتے ہیں کہ عورت ہر بچے کو دودھ نہ پلائے نہ ہی شوہر کی اجازت کے بغیر کسی اور کے بچے کو دودھ پلائے اوراگر دودھ پلاناضروری ہو تواسے یادرکھے یااپنے پاس لکھ کرر کھ لیں اور خاندان کے لوگوں کوبتائے تاکہ

کل کو دودھ کے رشتے کی حرمت پامال نہ ہو[30]۔

اب سمجھیں کہ ملک بینک میں جتنی عورتوں کا دودھ موجود ہوگا، دودھ پینے والے بچے کے ساتھ ان سب عورتوں کا رشتہ رضاعت ثابت ہو جائے گا۔ یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ رضاعت کے ثبوت کیلئے براہ راست چھاتی سے دودھ پینا ضروری نہیں ہے اور کئی عورتوں کے مخلوط دودھ سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوگا کہ بچہ کو جو دودھ دیا گیا ہے اس میں کس کس خاتون کا دودھ شامل تھا، نتیجۃً حرمتِ رضاعت کے باب میں وارد احکامِ شرع کی پاسداری تقریباً ناممکن ہو گی۔ ایسی صورتحال میں مستقبل میں ایسے بچے کا نکاح کسی ایسی عورت کی اولاد سے ہونے کا بھی امکان ہے جس نے ملک بینک میں اپنا دودھ جمع کرایا ہو، یہ نکاح شرعاً حرام ہے اور اس سے نسب کا اختلاط لازم آتا ہے۔ یہ ایک بنیادی شرعی خرابی ہے۔

2: ملک بینک میں عموماً دودھ کی خرید وفروخت ہوتی ہے اور یہ بات ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ انسانی دودھ کی بیع کے بارے میں میں صرف امام احمد بن حنبلؒ اور ایک روایت کے مطابق امام شافعیؒ کی رائے جواز کی ہے، جبکہ حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا اصل مسلک یہ ہے کہ اس کی بیع جائز نہیں ہے۔ لیکن حنابلہ کے ہاں بھی اس کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی، ایک تو اس لیے کہ انسانی دودھ کی بیع کے ساتھ ساتھ دیگر دنیوی اور شرعی خرابیاں بھی پائی جاتی ہیں اور دوسرے اس لیے بھی کہ ملک بینک کے قیام سے انسانی دودھ کی تجارت بڑے پیمانے پر شروع ہو جائے گی اور ایک انسانی عضو ہونے کی وجہ سے ضرورت کے مواقع میں اس کی بیع کی گنجائش دی جا سکتی ہے، لیکن اس طرح کھلی چھوٹ دینے کی گنجائش نہیں دی جا سکتی۔

3: رضاعت کے ازروئے دیانت واجب ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور بعض کے نزدیک قضاءً بھی ماں پر اپنے بچے کو دودھ پلانا واجب ہے۔ یعنی اگر ماں اپنے بچے کو دودھ نہ پلائے تو

قاضی ماں پر دودھ پلانے کے لیے جبر وز بردستی کر سکتا ہے۔جب کہ ملک بینکوں کے قیام سے ماں اس ذمہ داری کی ادائیگی سے پہلو تہی کرے گی[31]۔

4: اسلامی تعلیم یہ ہے کہ بچہ نیک اور شریف عورت کا دودھ پیے تاکہ اچھے اخلاق سے مزین ہو، مگر ملک بینک میں ہر قسم کی عورتیں دودھ جمع کراتی ہیں، جس سے بچوں کے اخلاق و کردار متاثر ہوں گے اور دودھ کے اثرات لازمی طور پر ان میں ظاہر ہو کر رہیں گے[32]۔

اس سے بڑھ کر یہ بات اہم ہے کہ جن حنابلہ کے قول کو اختیار کر کے انسانی دودھ کی بیع کی گنجائش دی جاتی ہے، خود ان کا کہنا ہے بچے کو کافرہ اور فاجرہ عورت کا دودھ پلانا ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"کره أبو عبد الله الارتضاع بلبن الفجور والمشركات وقال عمر بن الخطاب وعمر بن عبد العزيز رضي الله عنهما : اللبن يشتبه فلا تستق من يهوديه ولا نصرانية ولا زانية ولا يقبل أهل الذمة المسلمة ولا يرى شعورهن ولأن لبن الفاجرة ربما أفضى إلى شبه المرضعة في الفجور ويجعلها أما لولده فيعتبر بها ويتضرر طبعا وتعيرا الإرتضاع من المشتركة يجعلها أما لها حرمة الأم مع شركها ربما مال إليها في محبة دينها ويكره الإرتضاع بلبن الحمقاء كيلا يشبهها الولد في الحمق فإنه يقال : إن الرضاع بغير الطباع"[33]۔

ترجمہ: ابو عبداللہ نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے کہ کسی مشرکہ یا فاجرہ عورت کا دودھ اپنے بچے کو پلایا جائے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے: دودھ انسان کو ہم وصف کر دیتا ہے، لہذا کسی یہودیہ، نصرانیہ یا زانیہ کا دودھ بچے کو نہ پلایا جائے اور جو مسلمان عورت پہلے ذمی ہو اس کا دودھ بھی نہ لیا جائے۔ کیونکہ بسا اوقات دودھ پلانے والی عورت کے صفات بچے کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ ایسی عورت بچے کی ماں بن جائیگی، جس سے بچے کا عار محسوس ہو گا

اوراسے طبعی طور پر ضرر لاحق ہوگا۔اور مشرکہ عورت بھی باوجود شرک کے بچے کی ماں بن جائیگی اور ممکن ہے کہ بچےاس کی محبت کی وجہ سے اس کے دین کی طرف مائل ہو جائے۔بچوں کو احمق عورتوں کا دودھ پلانا بھی ناپسندیدہ ہے،تاکہ بچہ بے وقوفی میں اس عورت کی طرح نہ ہو جائے، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ دودھ طبیعت میں تبدیلی لاتا ہے۔

5: ان کے علاوہ دوسری رائے اختیار کرنے والے حضرات اُن فقہی قواعد سے بھی استدلال کرتے ہیں جن کا ذکر پہلی رائے پر نقدہ وتبصرہ کے ذیل میں ہو چکا ہے۔ مثلاً مفاسد سے بچنا، منافع کے حصول سے مقدم ہے۔ایک ضرر کے ازالہ کے لیے اسی جیسے یا اس سے بڑے ضرر کا ارتکاب جائز نہیں ہے۔جب دو مضرتوں کا تعارض ہو جائے تو بڑے ضرر کو دور کرنے کے لیے چھوٹے ضرر کا ارتکاب کیا جاسکتا ہے۔لہذا مخصوص بچوں کو پیش آنے والے قلیل ضرر کی بنیاد پر بڑے ضرر اور مفاسد کا ارتکاب کر کے ملک بینک قائم کرنا جائز نہیں ہے[34]۔

اسلامی فقہ اکیڈمی، جدہ (المجمع الفقہ الاسلامي) نے اپنے ایک قرارداد میں انسانی دودھ کے بینک کے قیام کو ناجائز قرار دیا ہے، جس کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"اکیڈمی کے سامنے ملک بینک سے متعلق فقہی اور طبّی تحقیق پیش کی گئی ،اس میں غور کرنے اور مناقشہ کے بعد اس موضوع کے درج ذیل پہلو واضح ہو گئے ہیں:

اول:۔ ملک بینک کا قیام ایک تجربہ تھا جسے مغربی ممالک نے شروع کیا، لیکن فنی خرابیاں اور علمی لحاظ سے بعض منفی نتائج سامنے آنے کے بعد یہ تجربہ کافی حد تک ناکام ہو گیا۔

دوم:۔ یہ ایک اتفاقی مسئلہ ہے کہ دودھ پلانے سے بھی ایسے ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے نسب سے ثابت ہوتی ہے، اور حفاظتِ نسب مقاصدِ شریعت میں سے ہے، جبکہ اس طرح کے ملک بینک قائم کرنے میں شریعت کے ایک اہم مقصد (نسب کی حفاظت) کے فوت ہونے، نسب کے اختلاط اور

شک وشبہ کا قوی امکان ہے۔

سوم:۔ عالمِ اسلامی کے اجتماعی تعلقات ایسے بچوں کیلئے جو نا تمام یا کم وزن والے ہوں یا اُنہیں مخصوص حالات میں انسانی دودھ کی ضرورت ہو، فطری طریقہ پر دودھ پلانے کے مواقع فراہم کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ملک بینک کی حاجت نہیں رہتی۔

ان وجوہات کی بناء پر یہ طے کیا گیا کہ:

اول:۔ اسلامی ممالک میں انسانی دودھ فروخت کرنے والے بینک بنانا ممنوع ہے۔

دوم:۔ ان بینکوں سے حاصل شدہ دودھ اگر کسی بچہ کو پلا دیا جائے تو اس سے حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔"[35] دوسری رائے کے دلائل کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیں: حوالہ نمبر:[36]۔

نقد وتبصرہ:

پہلی رائے کی نسبت دوسری رائے کے دلائل زیادہ قوی اور شرعی وفقہی اصولوں کے موافق ہے۔ملک بینک میں موجود اختلاطِ نسب،دودھ کی بیع اور اس جیسی دیگر خرابیاں پائی جاتی ہیں،اس لیے ملک بینک کی عام اجازت دینا درست نہیں ہے، کیونکہ اس کی عمومی ضرورت پیش نہیں آئی، لیکن اس بات سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ ضرورت کے وقت حرام اور ناجائز امر جائز ہو جاتا ہے[37]۔اس لیے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا واقعی ملک بینک یا دودھ کی اسٹورتج کی کہیں بھی حقیقی ضرورت نہیں پائی جاتی۔ ممکن ہے کسی خاص جگہ یا خاص افراد کو انسانی دودھ کی اسٹورتج کی ضرورت ہو،اس لیے ایسی تحقیق کے بغیر بیک جنبش ملک بینک کو ناجائز قرار دینا ہماری نظر میں درست معلوم نہیں ہوتا، بلکہ جہاں سخت ضرورت ہو، وہاں مخصوص اجازت دینے کی گنجائش ہے۔

تیسری رائے:

بعض معاصر علماء نے درج بالا دونوں آراء کے درمیان ایک تطبیقی منہج اور درمیانہ راستہ

اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ملک بینک کے قیام کو یکسر ناجائز اور حرام قرار دینے میں ایک بڑا حرج لازم آتا ہے، لیکن اس کو مباح قرار دیکر عمومی اجازت دینے میں بھی بہت سے مفاسد اور خرابیاں جنم لینے کا قوی اندیشہ ہے، لہذا دونوں آراء کو اس طرح جمع کیا جائے کہ عالمِ اسلام میں عام حالات کے اندر ملک بینک کے قیام کو ممنوع قرار دیا جائے، تاہم درج ذیل امور وتدابیر اختیار کرنے کے بعد کسی خاص ملک بینک کے قیام کی اجازت دینے کی گنجائش ہے:

1. دودھ میں دوسری اشیاء ملا کر اُسے باقاعدہ پکایا جائے، تاکہ اس کی اصلی ہیئت اور شکل برقرار نہ رہے اور اس کی صفات میں تغیر آجائے۔
2. دودھ کی بیع نہ کی جائے، بلکہ تبرع کی بنیاد پر بینک قائم کیا جائے۔
3. شرعی خرابیوں، مثلاً بے ستری، سے اجتناب کیا جائے۔
4. ایسی عورت کا دودھ لیا جائے جو سلیم الفطرت ہو، کافرہ اور فاسقہ نہ ہو۔
5. ملک بینک کے دودھ کو طبعی رضاعت کا قائم مقام و متبادل نہ سمجھا جائے۔
6. دودھ دینے والی عورت اور دودھ پینے والے بچے کے اہل خانہ کے درمیان تعارف وشناخت پیدا کی جائے، تاکہ اختلاط نسب سے بچا جاسکے[38]۔

ترجیح:

سابقہ آراء اور دلائل سے یہ مسئلہ تقریبا واضح ہو گیا کہ ملک بینک کے قیام میں دنیوی خرابیوں اور نقصانات کے ساتھ ساتھ کئی شرعی خرابیاں بھی پائی جاتی ہیں اور ان آراء میں تیسری رائے کسی حد تک ایک متوسط اور معتدل قرار دی جاسکتی ہے، تاہم ہماری نظر میں اس رائے میں تھوڑا تغیر اور اضافہ ضروری ہے۔ وہ اس طرح کہ عام حالات میں اور ہر کسی کے لیے ایسے بینکوں کا قیام شرعی نقطہ نظر سے ناجائز قرار دیا جائے، لیکن دوسری طرف اس پہلو کو بیک جنبش پسِ پشت ڈال دینا

اور یہ کہہ دینا بھی درست نہیں ہے کہ انسانی دودھ کی اسٹورنگ کی ضرورت کسی بھی جگہ کسی بھی بچے کے لیے نہیں ہے، کیونکہ آج کل بعض بچے ماں کے پیٹ میں سات مہینے گزارنے سے قبل پیدا ہو جاتے ہیں، ان کاوزن بہت کم ہوتا ہے۔ایسے بچوں کو LBW (Low Birth Weight)اور Premature کہاجاتاہے۔ان میں براہ راست دودھ چوسنے اور نگلنے کی صلاحیت Coordination نہیں ہوتی۔دوسری طرف مصنوعی دودھ یا جانوروں کا دودھ ان کے لیے مضر ہوتا ہے، بلکہ ایسے دودھ سے آنتیں پھٹ جانے اور موت واقع ہو جانے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔اب ایک راستہ تو یہ ہے کہ ایسے بچوں کے لیے ان کی اپنی ماں کا دودھ نکال کر اسٹور کیا جائے، لیکن بسا اوقات ایسے بچوں کی اپنی ماں کا دودھ نہیں ہوتا، یا مختلف قسم کی ادویات کے استعمال کی وجہ سے اپنی ماں کا دودھ ان کے لیے مضر ہوتا ہے۔ایسی صورتحال میں اگر ایسے بچوں کی جان بچانے کی خاطر کسی ہسپتال میں اجنبی عورتوں کا دودھ لیکر اسٹور کیا جائے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیونکہ یہ حقیقی ضرورت ہے، لیکن اس کیلئے درج ذیل شرائط وتدابیر کو مد نظر رکھنا ضروری ہے:

1: پہلی شرط یہ ہے کہ عورتوں سے دودھ لینا اور آگے بچوں کو مہیا کرنا مفت اور بطورِ عطیہ کے ہو، دودھ کی خرید وفروخت سے اجتناب کیا جائے، البتہ اگر کسی بچے کی جان بچانے کی خاطر مفت دودھ نہ ملے تو خریدنے کی بھی گنجائش ہے، لیکن بیچنے والے کے لیے قیمت لینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، جیسا کہ ہمارے فقہاء نے خون کے بارے یہی رائے اختیار کی ہے [39]۔

2: ایسا دودھ صرف ان بچوں کو مہیا کیا جائے جن میں دودھ چوسنے کی صلاحیت نہ ہو اور مصنوعی دودھ یا جانور کا دودھ ان کے لیے مضر ہو، ہر بچے کو نہ پلایا جائے۔

3: دودھ کی ایسی اسٹورنگ محض ضرورت کے درجے میں نجی طور پر جائز ہے، اسے باقاعدہ کاروبار بنانا اور عام لوگوں سے دودھ کا لین دین درست نہیں ہے۔

4: غیر مسلم عورتوں کے دودھ سے اجتناب کرنا بہتر ہے، کیونکہ اس کے منفی اثرات بچے کے اخلاق وعادات پر پڑ سکتے ہیں۔

5: جن عورتوں سے بطورِ عطیہ دودھ لیا جائے ان کا مکمل بائیوڈیٹا، ان کے نام، ولدیت، پتہ، فون نمبرز وغیرہ لکھ لیا جائے اور یہ ڈیٹا ہسپتال یا ادارے میں محفوظ کر لیا جائے اور اس کی ایک کاپی بچے کے والدین کو دیدی جائے، تاکہ ان کو مکمل علم حاصل ہو کہ ہمارے بچے نے کس کس عورت کا دودھ پیا ہے۔

6: کسی مستند عالم ومفتی کے زیرِ نگرانی ایک تحریر تیار کی جائے جس میں رضاعت سے متعلق اہم احکام مختصر طور پر مذکور ہوں اور نمبر 5 میں مذکورہ ڈیٹا کے ساتھ اس تحریر کو منسلک کر کے بچے کے والدین کو فراہم کیا جائے، تاکہ اُنہیں رضاعت سے متعلق مکمل آگاہی حاصل ہو اور مستقبل میں اختلاط نسب کا کوئی اندیشہ نہ رہے۔

حوالہ جات

---

[1] http://taakbs.blogspot.com/2013/06/milk-bank.html

[2] کحلاوی، ڈاکٹر عبلہ، بنوك اللبن، الدار المصرية اللبنانية، مصر، ص11

[3] مرحبا، ڈاکٹر اسماعیل، البنوك الطبية البشرية، واحكامها الفقهية، دار ابن الجوزية، ص324

[4] کنعان، ڈاکٹر احمد محمد، موسوعة الطبية الفقهية، دار النفائس، عمان، ط اولیٰ، ص487

[5] یہ تفصیل درج ذیل ویب سائٹس سے لی گئی ہے:
https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pubmed/27336107
www.westerncape.gov.za/.../health/donorbank

[6] یہ تفصیل مندرجہ ذیل ویب سائٹس سے لی گئی ہے:
http://www.shefa-online.net/news/displayArticle.asp?aid=380&x=
http://www.aljazeera.net/health/2002/4/4-1-1.htm

[7] مجلة مجمع الفقه الإسلامي، برابطة العالم الاسلامي، المكتبة الشامله الكترونية، ج 2، ص264/مرحبا، ڈاکٹر اسماعيل، البنوك الطبيه البشرية واحكامها الفقهية، ص327

[8] ابن قدامه، عبد الله بن احمد، المغني، دار الفكر، بيروت، الطبعة الاولیٰ، ج9، ص196

[9] حصكفی، محمد بن علی، الدر المختار، دار الفكر، بيروت، ج3، ص209/خرشی، محمد، شرح مختصر خليل، دار الفكر، بيروت، ج4، ص176/نووی، يحیٰ بن شرف، المجموع شرح المهذب، المكتبة الشاملة، ج18، ص219

[10] ظاہری، علامه ابن حزم، المحلی، دار الفكر، بيروت، ج10، ص7

[11] بخاری، محمد بن اسماعيل، صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ص378، حديث نمبر2647 /ترمذی، محمدبن عيسی، سنن الترمذي، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج3، ص458، حديث نمبر 1152/ سجستانی، سليمان بن اشعث، سنن أبي داود، دار الكتاب العربي، بيروت، ج2، ص180، حديث نمبر: 2061

[12] كاسانی، علاء الدين، بدائع الصنائع، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ج4، ص6

[13] سرخسی، محمدبن احمد، المبسوط للسرخسي، دار المعرفة، بيروت، ج5، ص140/جزيری، عبدالرحمن، الفقه علی المذاهب الأربعة، ج4، ص128/ شربينی، محمد الخطيب، مغني المحتاج دارالفكر، بيروت، ج3، ص415/مرداوی، علاءالدين، الإنصاف، دارالفكر، بيروت، ج9، ص248

[14] حصكفی، محمد بن علی، الدر المختار، دار الفكر، بيروت، ج3، ص218

[15] ابن عابدين، محمدامين بن عمر، رد المحتار، دار الفكر، بيروت، الطبعة الثانيه، ج3، ص219

[16] ابن ہمام، كمال الدين، محمدبن عبدالواحد، فتح القدير، دار الفكر، بيروت، ج7، ص416

[17] ابن عابدين، محمدامين بن عمر، رد المحتار، المكتبة الشاملة، ج3، ص218/دردير، احمد بن محمد، الشرح الكبير، ج2، ص503/ ابن قدامه، عبد الله بن احمد، المغنی، دارالفكر، بيروت، الطبعة الاولی، ج9، ص197/ شربينی، محمد الخطيب، مغني المحتاج، دارالفكر، ج3، ص415

[18] نووی، یحیٰ بن شرف ،المجموع شرح المهذب، المكتبة الشاملة،ج 9،ص 254/ابن قدامه ، عبد الله بن احمد ،المغنی،ج4،ص329

[19] الاسراء:70

[20] ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی،فتح الباری، دار المعرفة بيروت ،ج4،ص324

[21] ابن قدامه، عبد الله بن احمد ،المغني ، ج4،ص329

[22] مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،ج2،ص260

[23] مجلة الأحكام العدلية، الْمَادَّةُ20، *کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی*،ص 18

[24] *پہلی رائے کے دلائل و فتاوی کے لیے دیکھیں:*

قرضاوي، يوسف،بنوك الحليب،مجلة المجمع الفقه الاسلامي،برابطة العالم الاسلامي المكتبة الشامله، الكترونية،ج2،ص 260/محمدبن فنخور،تنبيه اللبيب حول بنوك الحليب، ص38 (http://www.qoranona.com) / احمد مصطفى القضاة، بنوك الحليب البشري من منظور شرعي، دارالنفائس،عمان ،ص190/ المفتي أحمد هريدى،فتاوى دار الإفتاء المصرية ج2، ص146(http://www.islamiccouncil.com)/المفتي عطية صقر،فتاوى الأزهر، وزارة الأوقاف المصرية ،مصر،431/9 / عبدالتواب مصطفى خالد معوض، بنوك الحلِيب في ضوءالشريعةالإسلاميةدراسة فقهية مقارنة http://www.alukah.net/sharia/3724/0

[25] ابن قدامه ، عبد الله بن احمد ،المغني ،ج 9،ص 193

[26] مجلة الأحكام العدلية، الْمَادَّةُ30،ص 19

[27] ايضاً، الْمَادَّةُ25

[28] ايضاً، الْمَادَّةُ26 تا الْمَادَّةُ29

[29] النساء4:23

[30] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، دارالکتب الاسلامی، ط. الثانیة، ج3، ص 238

[31] الموسوعة الفقهية الكويتية، المكتبة الشاملة، ماده: رَضَاع، ج22، ص 239

[32] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق، ج3، ص 238

[33] ابن قدامه، عبد الله بن احمد، المغني، ج9، ص229

[34] دیکھیں حوالہ نمبر: 28

[35] قرارات وتوصيات مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي، ص 7/قرار رقم: 6، ج6، ص2/ بشأن بنوك الحليب مجلة المجمع ع 2، ج 1، ص383/16 ربيع الآخر 1406هـ /22ـ28 كانون الأول (ديسمبر) 1985م (المكتبة الشاملة)

[36] وليد بن راشد السعيدان، الإفادة الشرعية في بعض المسائل الطبية، المكتبة الشاملة، ص 260/ الدكتور محمد علي البار، بنوك الحليب، مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ج 2، ص261/ محمدبن فنخور، تنبيه اللبيب حول بنوك الحليب، ص31 (http://www.qoranona.com) / أمل بنت إبراهيم، بنوك الحليب وموقف الشريعة الاسلامية منها، مجلة الجمعية الفقهية السعودية، العدد السادس والعشرون، ذو القعده، 1436 /احمد مصطفى القضاة، بنوك الحليب البشري من منظور شرعي، دارالنفائس، عمان/فتاوى اللجنة الدائمة المجموعة الأولى، المكتبة الشاملة (21/ 43) الفتوى رقم 15990

[37] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الأشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، ص 107

[38] احمد مصطفى القضاة، بنوك الحليب البشري من منظور شرعي، دار النفائس، عمان، ص197

[39] عثمانی، مفتی محمدشفیع، جواہر الفقہ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، ج7، ص45